چلتے کاروبار میں شرکت کا ایک جائز طریقہ

ریفرنس نمبر:IEC-0207 تاریخ:04-05-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں کاسمیٹک اور انڈر گارمنٹس کی دوکان پر تقریباً20 سال سے جاب کر رہا ہوں، اب میں اس دوکان میں مالک کے ساتھ پارٹنرشپ کرنا چاہتا ہوں، فی الوقت دوکان میں 16 لاکھ روپے مالیت کا مال موجود ہے۔ اب میں مزید 04 لاکھ روپے نقد ملا کر شریک ہونا چاہتا ہوں، کام ہم دونوں پارٹنر کریں گے لیکن میں زیادہ کام کروں گا اور نفع دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہو گا۔ براہ کرم اس چلتے کاروبار میں شرکت کا جائز طریقہ ارشاد فرمادیجئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

آپ جس طرح شرکت کرنا چاہتے ہیں یہ شرکتِ عقد کہلاتی ہے اور اس کی بنیادی شرائط میں سے ہے کہ دونوں شریک اپنا حصہ "کرنسی" کی صورت میں ملائیں۔ پوچھی گئی صورت میں آپ کے پاس موجود 04 لاکھ تو کرنسی کی صورت میں ہیں مگر آپ کے دوسرے پارٹنر کے پاس 16 لاکھ کا سامان ہے، لہٰذا جب ایک کے پاس سامان ہو اور دوسرے کے پاس رقم ہو تو اس صورت میں شرکتِ عقد کرنا، جائز نہیں۔

چلتے کاروبار میں شرکت کا جائز طریقہ

اس کا جائز حل فقہاء کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے دونوں پارٹنر موجودہ سامان میں شرکتِ ملک قائم کر لیں اور پھر شرکتِ عقد کر لیں۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے دونوں پارٹنر اپنی طرف سے شامل کیے جانے والے مال کا تناسب نکال لیں، پوچھی گئی صورت میں 16 لاکھ روپے کا سامان اور آپ کے 04 لاکھ روپے کیش ملا کر کل مالیت 20 لاکھ روپے بن جائے گی جس میں 16 لاکھ روپے کا تناسب 80 فیصد جبکہ 04 لاکھ روپے کا تناسب

20 فیصد بن رہا ہے۔ آپ اپنے پارٹنر کی دوکان میں موجود مکمل سامان کا 20 فیصد اپنے مال کے 80 فیصد یعنی 320000 روپے سے خرید لیں اور یہ رقم ان کے حوالے کر دیں اور سامان پر قبضہ کر لیں، پھر آپ کے پاس باقی رہ جانے والی رقم یعنی 80000 روپے آپ ملائیں اور 320000 روپے آپ کا پارٹنر ملائے اور اس رقم اور دوکان میں موجود سامان میں آپ دونوں شرکتِ عقد کر لیں اور یہ طے کر لیں کہ نفع دونوں کو آدھا آدھا ملے گا۔ اس طرح آپ مکمل کاروبار کے 20 فیصد کے حصہ دار ہوں گے، اسی تناسب سے کاروبار میں ہونے والے نقصان کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔

یادرہے کہ یہاں سامان میں شرکتِ ملک ضمنی ہے، عقدِ شرکت نقدی میں واقع ہو گی، لہٰذا سامان میں ضمنی شرکتِ ملک قائم ہو جانے کے بعد نقدی میں شرکتِ عقد کر کے نفع کم یا زیادہ مقرر کرنے میں شرعاً کوئی خرابی نہیں نیز اس کاروبار میں آپ کام بھی کر رہے ہیں، اس لیے انویسٹمنٹ کم ہونے کے باوجود آپ کا اپنے پارٹنر کے برابر نفع لینا شرعاً جائز ہو گا۔

شرکت بالمال کے لیے مال نقدی کی صورت میں ہونا شرط ہے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے: ”أما الشركة بالاموال فلها شروط، منها أن يكون راس المال من الأثمان المطلقة“ یعنی: شرکت بالمال کی کئی شرائط ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ راس المال از قبیل ثمن ہو۔
(بدائع الصنائع، ج 06، ص 59، مطبوعہ بیروت)

ایک طرف سامان اور دوسری طرف رقم ہو تو شرکت کا جائز طریقہ بیان کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ولو كان من أحدهما دراهم، ومن الآخر عروض، فالحيلة في جوازه: أن يبيع صاحب العروض نصف عرضه بنصف دراهم صاحبه، ويتقابضا، ويخلطا جميعا حتى تصير الدراهم بينهما، والعروض بينهما، ثم يعقدان عليهما عقد الشركة فيجوز“ یعنی: اگر دونوں میں سے ایک کے پاس درہم ہوں اور دوسرے کے سامان ہو تو اس صورت میں شرکت کرنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ سامان والا اپنا نصف سامان دوسرے کے نصف درہموں کے عوض بیچ

دے اور وہ دونوں بدلین پر قبضہ کرلیں اور ان کو مخلوط کر دیں تا کہ درہم اور سامان دونوں کے درمیان مشترک ہو جائیں پھر وہ دونوں ان پر عقد شرکت کرلیں تو یہ جائز ہو جائے گا۔

(بدائع الصنائع، ج06، ص59، مطبوعہ بیروت)

سامان کے ذریعے شرکتِ عقد کرنے کے لئے اس طریقے کو اختیار کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پہلے شرکتِ ملک قائم کرلی جائے جیسا کہ امام اہلسنت جد الممتار میں فرماتے ہیں: "ھذه الحيلة انما ھو لتحصيل شركة الملک قبل شركة العقد "یعنی: سامان کے ذریعے شرکت کرنے کے لئے یہ حیلہ اس لئے اختیار کیا جاتا ہے تا کہ شرکتِ عقد سے پہلے شرکتِ ملک حاصل ہو جائے۔

(جد الممتار، ج05، ص428، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مذکورہ حل میں اصل شرکت نقدی میں واقع ہو رہی ہے، سامان میں شرکتِ ملک ضمنی ہے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "اذا باع نصف عرضه بنصف دراهم صاحبه ثم اشتركا لان الدراهم بهذا العقد صارت نصفين بينهما فيكون ذلک راس مالهما ثم يثبت حكم الشركة فى العروض تبعا وقد يدخل فى العقد تبعا مالا يجوز ايراد العقد عليه "یعنی: اگر نصف سامان کو نصف درہم کے بدلے فروخت کیا پھر شرکت کی تو اس عقد میں دراہم دونوں کے نصف ہو جائیں گے اور یہی درہم، ان کا راس المال بنے گا پھر عروض میں شرکت کا حکم تبعاً ہو گا اور عقد میں تبعاً وہ چیز داخل ہو جاتی ہے جس پر اصالۃً عقد کرنا، جائز نہیں ہوتا۔

(عنایہ شرح ہدایہ، ج6، ص175، دار الفکر)

فتاوی عالمگیری میں ہے: "ولو كان بينهما تفاوت بان تكون قيمة عرض احدهما مائة وقيمة عرض صاحبه اربعمائة يبيع صاحب الاقل اربعة اخماس عرضه بخمس عرض الآخر فصار المتاع كله اخماسا كذا فى الكافى، وكذلک اذا كان لاحدهما دراهم وللآخر ينبغى ان يبيع صاحب العروض نصف عروضه بنصف دراهم صاحبه ويتقابضان ثم يشتركان "یعنی: اگر دونوں کے اموال میں تفاوت ہو اس طور پر کہ ایک کے سامان کی قیمت سو ہے اور دوسرے کے سامان

کی قیمت چار سو ہے تو کم سامان والا اپنے چار خمس دوسرے کے خمس کے بدلے بیچ دے تو اب کل مال کے پانچ حصے بن جائیں گے جیسا کہ کافی میں ہے۔ یو نہی جب ان دونوں میں سے ایک کے پاس درہم ہوں اور دوسرے کے پاس سامان ہو تو سامان والا اپنے آدھے سامان کو اپنے شریک کے نصف درھم کے بدلے فروخت کر دے گا اور دونوں بدلین پر قبضہ کریں گے پھر شرکت کریں گے۔

(فتاوی عالمگیری، ج02، ص307، مطبوعہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "شرکتِ مفاوضہ و عنان دونوں نقود (روپیہ، اشرفی) میں ہو سکتی ہیں یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ نہ ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اس میں بھی شرکت ہو سکتی ہے۔ اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں، صرف سامان ہو اور شرکتِ مفاوضہ یا شرکتِ عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصے کو دوسرے کے سامان کے ایک حصے کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اس کے بعد اس بیچے ہوئے سامان میں عقدِ شرکت کرلیں۔"

(بہار شریعت، ج02، ص497،496، مکتبة المدینة، کراچی)

کم سرمایہ ملانے والا بھی نفع میں برابری کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے جبکہ نقصان ہر ایک کو اپنے سرمائے کے مطابق برداشت کرنا ہو گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "ولو شرطا العمل علیهما جمیعا صحت الشرکة وان قل راس مال احدهما و کثر راس مال الآخر واشترطا الربح بینهما علی السواء او علی التفاضل فان الربح بینهما علی الشرط والوضیعة ابدا علی قدر رؤوس اموالهما" یعنی: اگر یہ شرط کی کہ دونوں پارٹنر مل کر کام کریں گے تو شرکت درست ہو گی اگرچہ ان میں سے ایک کا سرمایہ کم اور دوسرے کا سرمایہ زیادہ ہو اور نفع کے متعلق یہ طے ہو کہ نفع دونوں کے درمیان برابر برابر یا کمی زیادتی کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا، تو نفع کے متعلق اس شرط کا اعتبار کیا جائے گا جبکہ نقصان ہمیشہ دونوں کے سرمائے کے مطابق ہی ہو گا۔

(فتاوی عالمگیری، ج02، ص320، مطبوعہ بیروت)

شرکتِ عقد میں نفع اور نقصان کے متعلق بہار شریعت میں ہے: "نفع میں کم و بیش کے ساتھ بھی

شرکت ہو سکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہو گا وہ راس المال کے حساب سے ہو گا، اس کے خلاف شرط کرنا باطل ہے۔"

(بہار شریعت، ج02، ص491، مکتبۃ المدینۃ, کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال کم و بیش ہوں، برابر نہ ہوں اور نفع برابر۔"

(بہار شریعت، ج02، ص499، مکتبۃ المدینۃ, کراچی)

زیادہ کام کرنے والا بھی نفع میں برابری کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: "اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کرے گا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کرے گا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا یہ بھی جائز ہے۔"

(بہار شریعت، ج02، ص499، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

25شوال المکرم 1445ھ/04مئی 2024ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com